وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوْا۔ (سورۂ بنی اسرائیل۔۴۱)

’’ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بات بیان کردی تاکہ (لوگ) یاددہانی حاصل کریں۔‘‘

# قرآن کا اندازِ بیان


شمس پیرزادہؒ



**ادارہ دعوۃ القرآن**

۵۹؍محمد علی روڈ، ممبئی ۴۰۰۰۰۳

ٹیلیفون: ۲۳۴۶۵۰۰۵

تیسرا ایڈیشن: 2000

جنوری ۲۰۱۴ء

Price Rs.6/-




بسم اللہ الرحمن الرحیم

## پیش لفظ

’’قرآن کا انداز بیان‘‘ ایک تقریر ہے جو آل انڈیا ریڈیو ممبئی سے نشر کی گئی تھی۔ اسے اضافہ کے ساتھ پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔

اسالیب قرآن ایک مستقل موضوع ہے جس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ اس کتابچہ میں نہایت اختصار کے ساتھ قرآن کے اسلوب کی خصوصیات، اس کے امتیازی پہلو اور اس کے اعجاز پر روشنی ڈالی گئی ہے، تاکہ اردو داں طبقہ اس سے روشناس ہو۔ اور قرآن کی معجزانہ بلاغت کا اسے بخوبی اندازہ ہو۔ عجب نہیں کہ یہ چیز مسلمانوں میں فہم قرآن کی تحریک پیدا کردے اور اس کی بدولت ان کی زندگیاں سنورنے لگیں۔

عربی زبان سے ناواقفیت بھی قرآن کی قدر ناشناسی کا بڑا سبب ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہر زبان کو سیکھنے کے لئے سہولتیں میسر ہیں۔ اگر تھوڑی سی محنت کی جائے تو عربی سیکھ کر کلام الٰہی سے براہ راست استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

واللہ ھو الموفق

| | |
|---|---|
| ۲؍محرم الحرام ۱۴۱۹ھ | شمس پیرزادہؒ |
| ۲۹؍اپریل ۱۹۹۸ء | ادارہ دعوۃ القرآن ممبئی۔۳ |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن ایک بے مثال کتاب ہے، اپنے باطنی محاسن کی بنا پر بھی اور اپنے ظاہری حسن کی بنا پر بھی۔ جس طرح ایک خوش ذائقہ، خوش رنگ اور خوشبودار پھل اپنے اندر بڑی کشش رکھتا ہے، اسی طرح یہ دل آویز کلام بھی اپنے اندر بلا کی کشش رکھتا ہے۔ ایک حکیمانہ کلام میں جہاں بات کا اپنا وزن ہوتا ہے وہاں پیرایۂ بیان بھی مؤثر ہوتا ہے۔ قرآن حکمتوں سے لبریز بھی ہے اور اس کا اندازِ بیان بھی ندرت والا ہے۔ اور ایسا موثر ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں۔

عربی میں امرء القیس جیسے چوٹی کے شعرائے جاہلیت کا کلام موجود ہے، مگر اس کلام کو قرآن سے کسی پہلو سے بھی مناسبت نہیں۔ نزول قرآن کے زمانہ میں عربوں میں فصیح اللسان خطیب اور شاعر موجود تھے لیکن قرآن کے اس چیلنج کے باوجود، کہ اس جیسی کوئی ایک سورہ ہی بنالائیں، کوئی شخص بھی اس چیلنج کا جواب نہ دے سکا اور نہ آج تک اس کا جواب دینے کی کوئی شخص جرأت کرسکا۔ قرآن کا یہ چیلنج رہتی دنیا تک کے لئے ہے، چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا ہے:

**قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔ (الاسراء۔ ۸۸)**

"کہو اگر تمام انس و جن ملکر اس قرآن جیسا کلام لانا چاہیں تو نہیں لاسکتے اگر چہ وہ ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔"

بلاشبہ قرآن ایک زندہ معجزہ ہے اور اس کا معجزہ ہونا مختلف پہلوؤں سے ہے۔ اس کا ایک پہلو انداز بیان بھی ہے اور اس وقت اسی پہلو کو واضح کرنا مقصود ہے۔

قرآن اپنی لفظی ترکیب کے لحاظ سے نظم اور نثر دونوں سے مختلف بھی ہے اور دونوں کی خوبیاں بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ اس میں قافیہ بندی ہے بھی اور نہیں بھی۔ اس کے قافیے تکلف اور خیال آرائی سے بالکل پاک ہیں۔ وہ بحر کی قید سے بھی آزاد ہے۔ اس کے باوجود اس کی آیتوں میں عجیب موزونیت پائی جاتی ہے۔ اس میں علم بیان کی خصوصیات بھی ہیں اور واضح کلام کی خوبیاں بھی۔ وہ ایسا نثر نہیں ہے جس میں الفاظ کی نشست کا التزام نہ ہو۔ دراصل قرآن کا انداز بالکل انوکھا اور اچھوتا





ہے، ایسا انداز آپ کسی کتاب میں بھی نہیں پائیں گے۔ وہ جس طرح اپنی دوسری خصوصیات میں منفرد ہے، اسی طرح وہ اپنے انداز بیان میں بھی منفرد ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ اخلاص ہی کو دیکھئے اس مختصر سی سورہ میں احد صمد وغیرہ قافیے ہیں لیکن بات حقیقت سے ذرہ برابر متجاوز نہیں ہوئی ہے اور اللہ کی وحدانیت کی اس میں صحیح ترین معرفت پیش کی گئی ہے۔

## روانی

قرآن کے انداز بیان کی ایک اہم خصوصیت روانی ہے اور یہ روانی دریا کی روانی سے بھی بڑھ کر ہے جو پتھروں کو کاٹتا ہوا اپنی راہ بنالیتا ہے اور جھاڑ جھنکار کو بہالے جاتا ہے۔ اس کی آیتیں پڑھنے میں بھی آسان ہیں اور حفظ کرنے میں بھی۔ زبان پر وہ آسانی سے جاری ہوجاتی ہیں اور روانی کے ساتھ ان کو ادا کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ نجم کی ابتدائی آیات کی تلاوت کیجئے:۔

**وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی، مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰی، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰی۔** (النجم ۱۔۵)

"قسم ہے ستارہ کی جب غروب ہو، تمہارا ساتھی (پیغمبر) نہ گمراہ ہوا اور نہ بہکا، وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا، بلکہ یہ وحی ہے جو اس پر کی جاتی ہے، اسے زبردست طاقتور (فرشتہ) نے اس کی تعلیم دی ہے۔"

سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات کی قرأت کیجئے:۔

**يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَاَنْذِرْ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ، وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ، وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔** (سورہ المدثر۔۱۔۷)

"اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور خبردار کرو۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ اور (بتوں کی) گندگی سے دور رہو۔ اور زیادہ حاصل کرنے کی غرض سے احسان نہ کرو۔ اور اپنے رب کیلئے صبر کرو۔

سورۂ قمر کی چند آیتیں پڑھئے:۔

**كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ، اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ، تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ، فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ، وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔** (سورہ القمر ۱۸۔۲۲)

”عاد نے جھٹلایا تو دیکھو کیسا رہا میرا عذاب اور کیسی رہی میری تنبیہیں! ہم نے ایک مسلسل نحوست کے دن اُن پر تند ہوا بھیج دی، جو لوگوں کو اکھاڑ کر اس طرح پھینک رہی تھی، کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجور کے تنے ہیں۔ تو دیکھو کیسا رہا میرا عذاب اور کیسی رہی میری تنبیہیں! اور ہم نے قرآن کو نصیحت پذیری کے لئے آسان بنادیا، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

## آھنگ اور نغمگی

سماعت کے پہلو سے قرآن کے انداز بیان کی بہت بڑی خوبی اس کا آہنگ اور نغمگی ہے۔ جب، قرآن پڑھا جاتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا کانوں میں رس گھولا جارہا ہے۔ اس کی صوتی کشش، انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور شوقِ سماعت پیدا کرتی ہے۔

جب ایک خوش الحان قاری تلاوت کرتا ہے، تو کان اس سے لذت آشنا ہوجاتے ہیں اور شوق سماعت بڑھتا ہے۔ آیتوں کو پڑھیے تو ان میں ترنم اور نغمگی محسوس ہوگی، لیکن گانے سے بالکل مختلف۔ وہ اپنے آہنگ اور اپنے صوتی اثر میں بھی بالکل منفرد اور بے مثال ہے۔ اس کے سُر میں کوئی اور سُر ملایا نہیں جاسکتا۔ مثال کے طور پر سورہ رحمٰن کی قرأت کیجئے کیسے شیریں کلمات ہیں:۔

**اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ ، عَلَّمَهُ الْبَيَانَ، اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ، وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۔** (الرحمٰن۔۱۔٦)

”رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی، انسان کو پیدا کیا، اس کو بولنا سکھایا، سورج اور چاند ایک حساب کے پابند ہیں اور ستارے اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔“

سورۂ طور کے آغاز کی نغمگی سماعت فرمایئے۔

**وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ، فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ، وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ، وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ، اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ، مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ۔** (سورہ طور ۱۔۸)

”قسم ہے طور کی، اور ایک ایسی کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے، جھلی کے کھلے اوراق میں، اور آباد گھر کی، اور بلند چھت کی، اور لبریز سمندر کی، کہ تمہارے رب کا عذاب واقع ہوکر رہے گا، کوئی اسے دفع کرنے والا نہیں۔“

سورۂ طٰہٰ کا آہنگ کتنا روح پرور ہے:

**طٰهٰ، مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى، اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى، تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ**





**الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى، اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى، لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى، وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى، اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى۔** (سورۂ طٰہٰ ۱۔۸)

”طٰہٰ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مصیبت میں پڑو، یہ تو ایک یاد دہانی ہے ان کے لئے جو ڈریں، اس کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمان پیدا کئے۔ وہ رحمٰن عرش پر بلند ہے، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، جو کچھ زمین میں ہے، جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ مٹی کے نیچے ہے۔ اگر تم پکار کر بات کہو تو (اس کی شان تو یہ ہے کہ) وہ چپکے سے کہی ہوئی بات اور نہایت مخفی بات تک کو جانتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اُسی کے لئے ہیں سب حسن وخوبی کے نام۔“

## وضاحت وبلاغت کا اسلوب

قرآن کا اسلوب، وضاحت وبلاغت کا اسلوب ہے۔ اس کے الفاظ ایسے ہیں جیسے پروئے ہوئے موتی۔ ہر لفظ اپنی جگہ موزوں ترین ہے۔ کسی لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل نہیں سکتے۔ مثال کے طور پر اگر اَلْحَمْدُلِلّٰه کی جگہ الشکر لِلّٰه کے الفاظ کہے جائیں، تو اس سے روانی بھی متاثر ہوگی اور معنی کی جامعیت بھی باقی نہیں رہے گی۔ کیونکہ حمد کا لفظ شکر اور تعریف دونوں کا جامع ہے۔ جب کہ شکر کا تعلق کسی نعمت کے حصول سے ہے۔

قرآن نے وضاحت وبلاغت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے، چند آیتیں سماعت فرمایئے:۔

**اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔** (سورۂ بقرہ۔۲۵۷)

”اللہ ایمان لانے والوں کا دوست ہے۔ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔“

**اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ،وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ، وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ، وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ، عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ۔** (سورہ الانفطار ۱۔۵)

”جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر بہادے جائیں گے اور جب قبریں اکھیڑ دی جائیں گی، اس وقت ہر شخص کو معلوم ہوجائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے۔“

سورۂ نساء کی آیت ہی پر نظر ڈالیے اس میں بلاغت کا کمال نظر آئے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔ (سورہ نساء۔ ۱)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بھی پیدا کیا اور دونوں سے بہ کثرت مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے حقوق طلب کرتے ہو اور رشتوں کا خیال رکھو یقیناً اللہ تم پر نگراں ہے۔"

## تاثیر کلام

قرآن ایک بات سادہ انداز میں کہتا ہے مگر وہ بات بہت گہری ہوتی ہے اور دلوں میں اُتر جاتی ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ طور میں ارشاد ہوا ہے:۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ۔ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ، بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ۔ (سورہ طور۔ ۳۵۔ ۳۶)

"کیا یہ کسی خالق کے بغیر پیدا کئے گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ نہیں بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔"

ان آیتوں کو سن کر جبیر بن مطعم ایمان لائے تھے۔ وہ کہتے ہیں جب میں نے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے یہ آیتیں سنیں تو میرا دل اڑنے لگا۔ اصل میں تخلیق کو جو ایک سادہ حقیقت ہے قرآن نے سوالیہ نشان بنا کر اس طرح پیش کیا کہ وہ فوراً دل میں اتر گئی، قرآن کی قوت تاثیر ایسی ہے کہ وہ دشمن کو بھی زیر کر لیتی ہے۔ حضرت عمر نبی ﷺ کے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن جب انہوں نے سورۂ طٰہٰ کی چند آیتیں سنیں تو اُسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئے۔

سورۂ تکویر کی آیتوں میں قیامت کی جو منظر کشی کی گئی ہے وہ ایسی مؤثر ہے کہ دل دہل جائیں:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ، وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ، وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ، وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ، وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ، وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ، وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ، بِاَىِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ، وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ۔ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ، وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ، عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ۔ (سورہ التکویر ۱۔۱۴)





"جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی اور جب وحشی جانور اکٹھے کئے جائیں گے اور سمندر بھڑکا دئے جائیں گے اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا، کہ وہ کس گناہ میں ماری گئی؟ اور جب اعمال نامے کھول دئے جائیں گے اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی اور جب جنت قریب لائی جائے گی، اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لیکر حاضر ہوا ہے۔"

## تلمیح

بلاغت کا ایک اسلوب تلمیح ہے جس میں کسی واقعہ کو تفصیلاً بیان کرنے کے بجائے اشارات پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ قرآن میں اسکی مثال سورۂ فیل ہے جس میں ابرہہ کے واقعہ کو اشارات میں بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ واقعہ تازہ تھا اور عرب اس سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے اس کی تفصیلات پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کے لئے غیر معمولی طور سے اپنے لشکر کے ساتھ ہاتھی لائے تھے، اس لئے اس کا ذکر اصحاب الفیل (ہاتھی والے) کے نام سے کیا گیا:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ، اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ، وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ، تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ۔ (سورہ الفیل ۱۔۵)

"تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کیا ان کی تدبیر کو بیکار نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نہیں بھیجے؟ جو ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔ پھر انہیں ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس"۔

## مثال اور تشبیہیں

قرآن نفیس مثالیں عمدہ تشبیہیں اور بہترین استعارے پیش کرتا ہے، اس لئے اس کی دقیق باتیں بھی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہیں اور فہمائش کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ قرآن نے اللہ کے نور کی مثال لطیف انداز میں بیان کی ہے، وہ ایک شہ پارہ ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ، اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ، اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ، نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ، يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ (سورہ نور ۔۳۵)

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اور اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہو۔ چراغ شیشہ کے اندر ہو۔ شیشہ ایسا ہو جیسے چمکتا ہوا تارہ، اس چراغ کو زیتون کے مبارک درخت سے جو نہ شرقی ہو نہ غربی روشن کیا جاتا ہو، اس کا تیل بھڑک اٹھنے کو ہو، گو آگ نے اسے چھوا نہ ہو۔ نور پہ نور۔ اللہ اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔"

جو لوگ کتاب الٰہی کے حامل بنائے گئے پھر انہوں نے غفلت اور جہالت برتی ان کو اس گدھے سے تشبیہہ دی گئی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں:۔

**مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۔** (سورہ جمعہ۔۵)

"ان لوگوں کی مثال جو تورات کے حامل بنائے گئے پھر انہوں نے اس بار کو نہیں اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔"

کافروں کے اعمال کو سراب سے تشبیہہ دی گئی ہے:

**وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۔**(سورہ نور۔۳۹)

"جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے صحرا میں سراب، کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ یہ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو کچھ نہ پایا، البتہ اللہ کو وہاں موجود پایا اور اللہ نے اس کا حساب پورا پورا چکا دیا۔"

عورت اور مرد کے تعلق کو لباس سے تعبیر کیا گیا ہے:

**هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۔** (سورہ بقرہ۔۱۸۷)

"عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم انکے لئے لباس ہو۔"

ایک انسان کی جان بچانا سارے انسانوں کی جان بچانے کے مترادف ہے:

**وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۔** (سورہ مائدہ۔۳۲)

"جس نے کسی کی جان بچائی، اس نے گویا تمام انسانوں کی جان بچائی۔"

ہر جاندار اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے، اُسی کو چونکا دینے والے انداز میں پیش کیا گیا ہے:

**مَامِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۔** (سورہ ھود۔۵۶)





"کوئی جاندار ایسا نہیں، جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔"

## طنز

طنز بھی بلاغت کا ایک اسلوب ہے۔ غفلت میں پڑے ہوئے ہٹ دھرم لوگوں کو چونکا دینے کے لئے اس کا استعمال بالکل برمحل ہے۔ قرآن نے ایسے ہی لوگوں کو عذاب کی خوشخبری سنائی ہے، حالانکہ یہ خوشخبری نہیں، بلکہ بدخبری ہے اور کہنے کا منشاء یہ ہے کہ تم اگر کفر کے باوجود انجام کی خوشخبری چاہتے ہو، تو لو تمہارے لئے دردناک عذاب کی خوشخبری ہے:۔

**وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔** (سورہ توبہ۔۳)

"اور (اے پیغمبر!) کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔"

جہنم کی خبر سن کر بھی کافر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ان کے اس حال کو اس طرح تعبیر کیا گیا ہے، کہ وہ آگ کے عذاب پر بڑے صابر ہیں:۔

**فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۔**(سورہ بقرہ۔۱۷۵)

"تو یہ آتش جہنم (میں جلنے) کے لئے کتنے بڑے حوصلہ کا ثبوت دے رہے ہیں!"

جو شخص سرکش ہوتا ہے مگر اپنے کو زبردست اور عزت والا سمجھتا ہے اسکو جب ذلت کی حالت میں جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا:۔

**ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۔** (سورہ دخان۔۴۹)

"چکھ اس کا مزہ تو بڑا زبردست اور عزت والا آدمی ہے۔"

## تصریف آیات

قرآن کی ایک اہم خصوصیت تصریف آیات ہے:

**وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ** (سورہ بنی اسرائیل۔۸۹)

"ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے بیان کے مختلف طریقے اختیار کئے۔"

وہ ایک بات کو طرح طرح سے پیش کرتا اور ایک مضمون کو سو رنگ میں باندھتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے سنگین نتائج کو اس نے مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔

ایک جگہ فرمایا: **وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ**

**بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔** (سورہ حج۔۳۱)

’’جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ گویا آسمان سے گر گیا۔ پھر پرندے اسے اُچک لیں یا ہوا اُسے لے کر کسی دور دراز جگہ پھینک دے۔‘‘

دوسری جگہ فرمایا: **وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً ۢ بَعِيْدًا۔** (سورہ نساء۔۱۱۶)

’’جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں جا پڑا‘‘۔

تیسری جگہ فرمایا: **وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِ ىَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا۔** (سورہ کہف ۔۵۲۔ ۵۳)

’’جس دن وہ فرمائے گا کہ بلاؤ ان کو جن کو تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے تو وہ ان کو پکاریں گے، مگر وہ ان کو کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا گڑھا حائل کردیں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے۔ اور وہ اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔‘‘

ایک اور جگہ فرمایا: **اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا۔ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔** (سورہ انبیاء ۔۹۸۔۹۹)

’’تم اور وہ چیزیں، جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہیں۔ تمہیں لازماً وہاں پہنچنا ہے۔ اگر واقعی یہ خدا ہوتے تو وہاں نہ پہنچتے۔ اور سب کو اُسی میں ہمیشہ رہنا ہے‘‘۔

کوئی کتاب کتنی ہی فصیح و بلیغ ہو انسان اسے بار بار پڑھنا پسند نہیں کرتا، قرآن کریم کی صوتی لذت ایسی ہے کہ آدمی اُسے بار بار پڑھنا پسند کرتا ہے اور اس کے سننے سے اسے فرحت حاصل ہوتی ہے۔

## حالات وواقعات کی تصویر کشی

قرآن حالات وواقعات کی ایسی تصویر کشی کرتا ہے کہ گویا پڑھنے والا اور سننے والا ان کا عینی مشاہدہ کر رہا ہے، یہ پیرایۂ بیان نفسیاتی اعتبار سے بڑا اثر انگیز ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن نے افق پر ظاہر ہونے والی شام کی منظر کشی اس طرح کی ہے:۔

**فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ، وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ، وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ،لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔** (سورہ انشقاق ۱۶۔۱۹)





’’نہیں، میں قسم کھاتا ہوں شفق کی اور رات کی اور جو کچھ وہ اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے اس کی، اور چاند کی جب وہ کامل ہو جاتا ہے کہ تم کو لازماً ایک مرحلہ سے دوسرے مرحلہ میں پہنچنا ہے‘‘۔

کتنی دلکش تصویر ہے یہ ان آثار کی، جو شام کے وقت آسمان پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور انسان کو دعوت فکر دیتے ہیں۔ رات اور دن کی آمدوشد کی تصویر اس طرح کھینچی گئی ہے:

**يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ۔** (سورہ زمر۔۵)

’’وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر۔‘‘

قیامت کے دن مجرموں کے چہروں کا جو حال ہوگا، اُسکی تصویر اس طرح پیش کی گئی ہے:۔

**كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا۔** (سورہ یونس ۔۲۷)

’’ان کے چہروں پر اس طرح تاریکی چھائی ہوئی ہوگی کہ گویا اندھیری رات کے پردوں سے انہیں ڈھانک دیا گیا ہو۔‘‘

جنّت اور جہنم کو اس طرح پیش کیا گیا ہے، کہ ان کی ایک جھلک دنیا ہی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

جنّت کی ایک جھلک:۔

**فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ، فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ، فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ، وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۔ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ، وَّزَرَابِىُّ مَبْثُوْثَةٌ۔** (سورہ الغاشیة۔۱۰۔۱۶)

’’بلند پایہ جنت میں جہاں کوئی لغوبات نہیں سنیں گے، ان میں چشمے بہ رہے ہوں گے، وہاں اونچے تخت ہوں گے اور قرینہ سے لگے ہوئے پیالے ہوں گے، اور گاؤ تکیے ہوں گے قطار سے لگے ہوئے، اور قالین ہوں گے بچھے ہوئے۔‘‘

## احوال انبیاء کی جیتی جاگتی تصویر

قرآن انبیاء علیہم السلام کے احوال اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا قرآن پڑھنے والا اور سننے والا ان کی مبارک مجلس میں موجود ہے۔ اور یہ ان سے فیض صحبت حاصل کرنے اور انہیں فکری و عملی تربیت کرنے کیلئے بہترین نسخہ ہے۔ سورۂ یوسف اور سورۂ نوح اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ سورۂ بقرہ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اس دعا کا ذکر ہوا ہے جو انہوں نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت کی تھی۔ اس دعا کا ہر ہر لفظ کچھ ایسا روح پرور ہے اور اسلوب بیان اتنا دلکش، کہ گویا ہم اس

واقعہ کا چشم دید مشاہدہ کررہے ہیں۔اور ہمارے دل سے بھی یہی دعا نکل رہی ہے:۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۔اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔(سورہ بقرہ ۔۱۲۷۔۱۲۸)

”اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے کہ اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنا مسلم (فرمانبردار) بنا اور ہماری نسل سے ایک امت برپا کر جو تیری مسلم (فرمانبردار) ہو اور ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے“۔

## شگفتہ بیانی

قرآن کا ایک نمایاں وصف اسکی شگفتہ بیانی ہے۔مثال کے طور پر جب وہ مؤمنوں کے لئے جنت کا ذکر کرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کلیاں کھل رہی ہیں۔متقیوں کے جنت میں داخل ہوتے وقت فرشتے جس شان سے ان کا استقبال کریں گے، اس کو ایسے انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ دل میں انبساط کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے:۔

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا. حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْنَ. وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ۔ (سورہ زمر ۔۷۳۔۷۴)

”اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے رہے انہیں گروہ درگروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دئے گئے ہوں گے تو اس کے پاسبان ان سے کہیں گے سلام ہو تم پر، اچھے ہو تم، داخل ہوجاؤ اس میں ہمیشہ کیلئے۔وہ کہیں گے شکر ہے اللہ کا جس نے ہمارے حق میں اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔اور ہم کو زمین کا وارث بنایا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں۔تو کیا خوب اجر ہے (نیک) عمل کرنے والوں کا!۔“

سورۂ انسان میں صبر کرنے والوں کی جزاء اس اسلوب میں بیان فرمائی ہے کہ روح اڑا چاہتی ہے:





وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِیْرًا. مُّتَّکِئِیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِکِ. لَایَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا . وَدَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا.وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا. قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا. وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا. عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا. وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ. اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ، وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْآ اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ. وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا . اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّ کَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا۔ (سورۂ انسان ۔۱۲۔۲۲)

”اور ان کے صبر کے بدلہ میں انہیں جنت اور ریشمی لباس عطاء کیا۔وہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔نہ انہیں دھوپ کی حدت محسوس ہوگی اور نہ سردی کی شدت۔اس کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور اس کے خوشے جھک کر لٹک رہے ہوں گے۔ان کے آگے چاندی کے برتن، اور شیشے کے گلاس گردش میں ہوں گے۔شیشے بھی وہ جو چاندی کے ہوں گے۔اور ان کے پیمانے وہ خود مقرر کریں گے۔ان کو وہاں ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوگی۔یہ ایک چشمہ ہوگا جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ان کے پاس ایسے لڑکے گردش میں ہوں گے جو ہمیشہ اسی سن کے رہیں گے۔تم ان کو دیکھو تو خیال کرو یہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔وہاں جدھر بھی دیکھو گے تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور عظیم بادشاہی دکھائی دے گی۔ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے۔ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ مشروب پلائے گا۔یہ ہے تمہاری جزاء اور تمہاری سعی مقبول ہوئی۔“

## قرآن اور حدیث کے انداز بیان کا فرق

قرآن کے انداز بیان کی امتیازی خصوصیات اور اس کی بوقلمونی کی یہ چند مثالیں ہیں اور اس کا نمایاں وصف یہ ہے کہ جس شخصیت پر قرآن نازل ہوا اس کا اپنا انداز بیان اور ہے اور قرآن کا انداز بیان اور۔اگرچہ حدیث نبوی جامع کلمات پر مشتمل ہے اور اس کا انداز بھی بڑا فصیح و بلیغ ہے لیکن قرآن اور حدیث نبوی میں اسلوب کلام اور تالیف وترکیب کے لحاظ سے بڑا فرق ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ دونوں کے مصنف الگ الگ ہیں:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ. اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔(سورہ حجرات۔۱۳)

’’لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، پھر تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہے۔‘‘

اورحدیث نبوی ہے:۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رضی) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : قَدْ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَآءِ ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَّفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَالنَّاسُ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔(ترمذی ،ابواب المناقب)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تمہاری جاہلیت کی نخوت اور آباء واجداد پر فخر کرنے کا طریقہ اللہ نے مٹا دیا ہے‘‘۔آدمی یا تو مؤمن متقی ہوتا ہے یا بد بخت فاجر۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔‘‘

قرآن میں زر پرستی کی اس طرح مذمت کی گئی ہے:

وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا. وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا.(سورہ فجر۔۱۹۔۲۰)

’’اور میراث کا مال سمیٹ کر ہڑپ کر جاتے ہو۔اور مال کی محبت میں مست رہتے ہو۔‘‘

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ، حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۔(سورہ التکاثر۔۱۔۲)

’’مال ودولت کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی طلب نے تمہیں غفلت میں ڈال رکھا۔یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔‘‘

اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ، یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ . كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ.

(سورہ ہمزہ۔۲۔۴)

’’جس نے مال سمیٹا اور اسے گن گن کر رکھا۔وہ سمجھتا ہے کہ اس کے مال نے اس کو ہمیشگی کی زندگی بخشی ہے۔ہرگز نہیں، وہ حطمہ (کچل دینے والی) میں پھینک دیا جائے گا۔‘‘

اورحدیث میں حُبِ مال پر اس طرح گرفت کی گئی ہے!

لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ





اِلَّا التُّرَابُ۔(بخاری کتاب الرقاق)

’’اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کا خواہش مند ہوگا۔آدمی کا پیٹ تو مٹی ہی بھرے گی۔‘‘

قرآن میں برائی کو نیکی کے ذریعہ دور کرنے کی ہدایت اس طرح دی گئی ہے:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ. اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔(سورہ حم السجدہ۔۳۴)

’’بھلائی اور برائی یکساں نہیں ہو سکتی۔تم برائی کو اس طریقہ سے دور کرو جو سب سے بہتر ہو۔اس صورت میں تم دیکھو گے کہ تمہارے اور جس شخص کے درمیان عداوت تھی وہ گویا گہرا دوست بن گیا ہے۔‘‘

اورحدیث میں ارشاد ہوا ہے:

وَاَتْبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا. (ترمذی ابواب البر)

’’برائی کے پیچھے بھلائی کرو کہ اسے مٹا دے۔‘‘

قرآن اور حدیث کے اسلوبوں کا یہ فرق اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن محمد ﷺ کا نہیں بلکہ اللہ رب العلمین کا کلام ہے۔اور یہ کلام ایک جیتا جاگتا معجزہ ہے جس کو ہر دور کے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ عربی زبان سے واقفیت حاصل کرلیں۔ویسے اس کی شناخت اس کے آہنگ سے بھی ہوتی ہے جو دلوں میں سوز و گداز پیدا کرتا ہے۔قرآن اللہ تعالی کی آواز ہے اور مخلوق کے لئے اپنے خالق کی آواز کو پہچاننا مشکل نہیں۔

زیر اہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts
Mobail: 9820790615
Printed at :Fatima Printers
Tilak Nagar, Saki Naka Mumbai 400070